نقش آغاز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا راشد الحق سمیع

پاکستان کے خلاف استعماری قوتوں کے عزائم اور دفاع پاکستان کونسل کی کوششیں

مملکتِ پاکستان جو خالص دینی نظریات کی بنیاد پر مدینہ منورہ کی الٰہی بنیادوں پر قائم ریاست کے بعد کرہ ارض پر پہلی بار قائم ہوئی تھی اور اس کے حصول کی خاطر لاکھوں مسلمانوں نے تاریخ کی سب سے بڑی ہجرت گوارا کی اور ہزاروں لاکھوں مسلمان آگ وخون کے دریا عبور کر کے اس نوزائیدہ وطن میں اسلامی ریاست کے حقیقی قیام اور آزاد عدل وانصاف پر مبنی ریاست کے خوابوں کی تعبیر کے حصول کیلئے اپنا تاریخی ماضی' شاندار روایات اور اپنا تن من دھن قربان کر کے یہاں پہنچے تھے۔ لیکن روزِ اول ہی سے عالمی کفری طاقتوں نے اسے ایک منظم سازش کے ذریعے اس کے اصل اغراض ومقاصد کی تکمیل سے روکے رکھا۔ اور برطانوی حکمرانوں کے وفادار خاندانوں اور مفاد پرست ٹولے کے ذریعے اسے ایک ایسی ڈگر پر ڈالا گیا جس کا انجام آج سب کے سامنے ہے۔ آج بدقسمت پاکستان دنیا بھر کی اقوام وملل کی ناکامیوں پر مبنی فہرستوں میں نمایاں نظر آرہا ہے۔ سیاسی عدمِ استحکام' معاشی بربادی اور امن وامان کے فقدان کے ہاتھوں وطن عزیز کا ایک ایک کوچہ وچپہ کسی خطہ کربلا کا منظر پیش کررہا ہے۔ طوائف الملوکی' بدامنی اور کرپشن کے ہاتھوں ملک اور قوم دونوں مفلوج ہوگئے ہیں۔ تمام بڑے قومی ادارے فیل ہوگئے ہیں۔ پیپلز پارٹی' مسلم لیگ اور فوجی مارشل لاؤں کے ذریعے بار بار ایسے لوگ ملک پر ایک ''مخصوص انتخابی نظام'' کے ذریعے قابض ہوتے چلے آرہے ہیں کہ جس کے باعث قوم کی حقیقی ترجمانی کی آواز ہمیشہ صدا بصحرا ثابت ہوئی ہے۔ یوں تو پاکستان شروع دن ہی سے امریکی کیمپ کے ایک اہم مہرے کے طور پر عالمی دنیا میں پہچانا جاتا ہے اور اسی جرم کی پاداش میں اس کی تمام ناکامیاں اور نامرادیاں اس کے ماتھے کا جھومر بنتی چلی جارہی ہیں۔ لیکن ۹/۱۱ کے بعد فوجی حکمران پرویز مشرف کی پالیسیوں نے تو بچی کھچی قومی غیرت وحمیت کا جنازہ نکال دیا تھا اور آج اسی وجہ سے تصویرِ وطن داغدار اور دھواں دھواں اور دھندلائی نظر آرہی ہے۔ اور اس میں پیپلز پارٹی کی موجودہ قیادت اور اس کے شرمناک کرداروں اور اتحادیوں نے مزید ایسی گلکاریاں بکھیر دی ہیں کہ آج تو اس خطرناک منظر کی وحشت پہلے سے بھی زیادہ ڈراؤنی نظر آرہی ہے۔ طوقِ امریکی غلامی کو پہننے اور اس کی مزید اطاعت ورضامندی کی خاطر زرداری' گیلانی ٹولے نے پرویز مشرف کے سیاہ کارناموں کو بھی ماند کردیا ہے۔ چنانچہ اسی لئے پاکستانی سرزمین پر ڈرون حملوں کی تعداد میں خطرناک حد تک اضافہ ہوگیا ہے اور فرنٹ لائن اتحادی بننے کی ''برکات'' کے باعث اندرونی خانہ جنگی کی وجہ سے سارا ملک فوجی چھاؤنی کی صورت اختیار کرگیا ہے اور خصوصاً واقعہ ایبٹ آباد اور مہمند ایجنسی کی فوجی چیک پوسٹ پر نیٹو کے حالیہ شرمناک وافسوسناک تازہ حملے نے تو پاکستان کے برائے نام دفاع کا بھانڈا بھی پھوڑ دیا ہے۔ اور گیارہ سال تک کفار کی خوشنودی کے حصول کیلئے اپنے

ہی ہزاروں ہم وطنوں کا خون کرانے اور ستر ارب ڈالر کا نقصان برداشت کرنے کے باوجود بھی آج پاکستان پر امریکہ و نیٹو نہ صرف براہ راست حملے کر رہے ہیں بلکہ اپنی تمام ناکامیوں اور شکست کا ملبہ بھی پاکستان پر پھینک رہے ہیں۔ اگر ۲ مئی کے واقعے کے بعد پاکستان نام نہاد عالمی کولیشن سے باہر ہو جاتا تو یہ حالیہ واقعہ ظہور پذیر نہ ہوتا اور امریکہ فوراً ہی افغانستان سے بھاگنے کی تیاری کرتا۔ لیکن اس کیلئے ایمان کی قوت و دولت ہونی چاہیے' جو بدقسمتی سے ہمارے رئیس حکمرانوں اور جرنیلوں کے پاس نہیں۔ اب پاکستان نے امریکہ کے خلاف کچھ رسمی اور موسمی و عارضی کاروائی کا اعلان کیا ہے۔ لیکن جواب میں امریکی انتظامیہ کی پے در پے دھمکیوں پر ہمارا بزدلانہ کردار مزید کئی سوالات کو جنم دے رہا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی دعوت پر ملک کی کچھ ہمدرد اور محب وطن جماعتیں اس قدر تشویشناک صورتحال پر سر جوڑ کر بیٹھ گئیں کہ اگر حالات اسی نہج پر حکمرانوں کے باعث جاتے رہے اور اس کے تدارک کیلئے فوری طور پر خوابِ غفلت سے نہ جاگے گئے تو کہیں خدانخواستہ ملک کا وجود ہی نہ کھو بیٹھیں ___ الحمدللہ یہ کوشش چونکہ اخلاص پر مبنی تھی اس لئے اب تک اس کی کوششیں بہرحال غنیمت' گھٹن اور غلامی کی فضا میں ہوا کا ایک تازہ جھونکا اور آزادی کی ایک کرن دکھائی دے رہی ہیں۔ دفاع پاکستان لاہور کا تاسیسی اجلاس بھرپور کامیاب رہا اور اکثر و بیشتر رہنماؤں' جماعتوں اور تمام مکاتب فکر' مسالک حتیٰ کے اقلیتوں نے بھی اس میں بھرپور شرکت کی۔ نہیں کی تو اُن بڑی پارٹیوں نے نہیں کی جنہیں دفاع پاکستان کے بجائے دفاع امریکہ زیادہ عزیز ہے۔ اور جن کا ہر قدم اُس کی جنبشِ اَبرو اور اس کے نازک تیوروں اور شاہی فرمانوں کے مطابق اٹھتا ہے۔ ان مادر فروشوں کو پاکستان کے تحفظ واستحکام وبقاء سے کیا سروکار؟ اسکی تازہ مثال پیپلز پارٹی کے سفیر حسین حقانی کے میمو کا حالیہ واقعہ اس کا چشم دید گواہ ہے کہ پیپلز پارٹی اور آصف علی زرداری ٹولے کے پاکستان اور اسکے اداروں کے کیا عزائم ہیں۔ ہمیں امریکہ سے زیادہ اندرونی سطح پر ان لوگوں سے پاکستان کو مزید بچانا ہے کیونکہ انکے شرمناک کردار اور غلامانہ طرزِ حکومت نے تو میر جعفر اور میر صادق کی ارواح خبیثہ کو بھی شرما دیا ہے۔ چنانچہ ان حالات میں دفاع پاکستان پلیٹ فارم کی ضرورت واہمیت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اس طرح اس پلیٹ فارم سے بعض دینی جماعتیں بھی شرکت سے کترا رہی ہیں کہ انہیں دفاع پاکستان سے زیادہ دفاع جمہوریت و زرداری حکومت عزیز ہے۔ ___ بہرحال دفاع پاکستان کے کاروان حریت کو گرد وپیش کے چھوٹے موٹے واقعات سے صرف نظر کرتے ہوئے وطن کی حقیقی آزادی کیلئے آگے بڑھنا چاہیے اور اپنی جدوجہد اور اس پلیٹ فارم کو مزید وسیع کرنا چاہیے گو کہ اس کے خلاف ہر ممکن سازشیں ہو رہی ہیں۔ خصوصاً نام نہاد آزاد الیکٹرانک میڈیا میں اس کی تشہیر اور اس کی ہر قسم کی کاروائیوں پر مکمل پابندی عائد کی گئی ہے۔ بھرپور کوریج اور ریکارڈنگ کرانے کے باوجود کسی قسم کی چھوٹی سی چھوٹی خبر بھی جان بوجھ کر چینلز نشر نہیں کر رہے۔ صرف اور صرف ملک وملت اور اسکے نظریات واساس کی حفاظت مقصود ہے اور امریکی غلامی سے چھٹکارا اور اسکی جانب سے آئے روز ممکنہ بڑھتے ہوئے خطرات کیلئے سدِ سکندری تیار کرنا ہے۔

وطن کی فکر کر ناداں قیامت آنے والی ہے تیری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کی دارالعلوم آمد اور تاریخی مکتوبات (مشاہیر) کی تقریب رونمائی میں شرکت

دیدہ و دل فراش راہ

فخر اسلام، نابغہ روزگار، عظیم محقق، عالمی دانشور، ادیب بے بدل، شاعر، مورخ، مسافر ہفت اقلیم شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی ۱۵رنومبر ۲۰۱۱ء کو جامعہ دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور ہمیں بھرپور عزت افزائی، اخلاص و محبت سے نوازا۔ حضرت مولانا مدظلہ عرصہ دراز کے بعد اس بار دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔ ورنہ ان کی پیہم شفقتوں، لازوال محبتوں اور نیک تمناؤں سے جامعہ دارالعلوم حقانیہ کا گلشن وقتاً فوقتاً مہکتا رہتا تھا۔ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ اور حضرت والد مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کا دیرینہ اخلاص و محبت کا تعلق پچاس برس سے زائد کا ہے۔ اور ان دونوں حضرات کے باہمی خلوص و محبت پر ان کے درمیان ہونے والی مکاتبت کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک سطر شاہد و عدل ہیں۔ چنانچہ ان تاریخی مکتوبات کی تقریب رونمائی کے سلسلے میں آپ یہاں اکوڑہ خٹک دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور اپنی بے پناہ مصروفیات اور قیمتی اوقات میں سے دو دن اور ایک رات یہاں اکوڑہ خٹک میں اساتذہ اور علماء کے درمیان رہ کر ہمارے غریب خانے کو رونق بخشی۔ اور اس دوران ہونے والی یادگار علمی و ادبی مجلسوں میں حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا تقی عثمانی مدظلہ اور حضرت مولانا شیر علی شاہ صاحب مدظلہ کی یادگار علمی، ادبی صحبتیں اور اخلاص و محبت سے بھرپور گفتگو ہم جیسے طالب علموں کے لئے ایک یادگار موقع فراہم کیا۔ (ان پاکیزہ مجلسوں کی رپورٹ ان شاءاللہ آئندہ شمارے میں تفصیل سے نذر قارئین کی جائیگی۔)

حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ کی ہمہ گیر اور باکمال شخصیت عصر حاضر میں اسلام کی ایک ایسی روشن دلیل اور واضح برہان ہے جس کی ضیا پاشیوں سے نہ صرف عالم اسلام بلکہ پوری دنیا کی علمی، ادبی، تحقیقی دنیا اکتساب فیض حاصل کررہی ہے۔ حضرت مولانا مدظلہ جہاں دینی حلقوں اور مدارس اسلامیہ کا سرمایہ افتخار ہیں وہیں عالم عرب اور خصوصاً مغربی تعلیمی تحقیقی ادارے بھی آپ کی بے پناہ خدمات کے نہ صرف معترف ہیں بلکہ اپنے اپنے اداروں میں گاہے گاہے آپ کو بڑی عزت افتخار کے ساتھ کسب کمال کے حصول کیلئے دعوت دیتے رہتے ہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے دین و دنیا کے اکثر علوم و فنون نہ صرف حاصل کئے بلکہ اس میں کمال و امامت کا درجہ حاصل کیا۔ آج شاید ہی کوئی ایسا دین کا شعبہ ہو جس میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ نے علم و فضل کے علم نہ لہرائے ہوں۔ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس سرہ العزیز بانی دارالعلوم کراچی کا بھی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق اور دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ خصوصی تعلق رہا ہے۔

چنانچہ اشتراک کار وافکار اور پچاس سالہ دیرینہ علمی وروحانی ہم آہنگی کی بناء پر آج دار العلوم حقانیہ بھی اکثر و بیشتر فقہی ودیگر جدید پیش آمدہ مسائل میں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی رائے کو زیادہ صائب سمجھتا ہے۔ دوسری جانب سے حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی علمی' سیاسی' دینی اور خصوصاً ان کی عظیم تاریخی کاوش کے نہ صرف قدرداں ہیں بلکہ انہوں نے دار العلوم حقانیہ اور حضرت مولانا مدظلہ کے متعلق یہاں اپنے خطاب میں جن پاکیزہ اور مبارک احساسات وجذبات کا اظہار کیا ہے وہ ان کی وسعتِ ظرفی اور اعلیٰ اخلاق اور مثالی دوستی کا بین ثبوت ہے۔ خدا کرے کہ یہ دیرینہ تعلق آخرت کی منزلوں میں بھی ایک ساتھ رہے۔ امین۔

سعودی ولی عہد سلطان بن عبدالعزیز کی وفات حسرت آیات

گزشتہ ماہ برادر اسلامی ملک سعودی عربیہ کے ولی عہد جناب شہزادہ سلطان بن عبدالعزیز طویل بیماری کے بعد انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم جدید سعودی عرب کے معمار شیخ عبدالعزیزؒ کے باصلاحیت فرزند تھے۔ آپ عمر بھر مملکت سعودیہ عربیہ کی تعمیر وترقی میں اوائل شباب ہی سے کمربستہ تھے۔ مختلف شعبوں اور اداروں کی تعمیر نو آپ ہی کے ہاتھوں پایہ تکمیل تک پہنچی۔ موجودہ سعودی عرب کی ترقی اور اس کے عالمگیر کردار میں اپنے دیگر برادران کے ساتھ دن رات مصروف عمل رہے۔ اپنی خداداد صلاحیت' قابلیت اور اخلاص اور اعلیٰ اخلاق وصفات کی بناء پر آپ ولی عہد کے عہدے پر فائز کئے گئے۔ اور برسوں اپنے برادر اکبر خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز کے ہمراہ امور مملکت احسن طور پر انجام دیتے رہے۔ اور مغربی ولادینی ممالک میں اسلامی مراکز کی نشر واشاعت آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ اسی طرح فلاحی اور رفاہی کاموں میں بھی آپ ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ اور اسلامی ممالک کی ترقی وخوشحالی آپ کا نصب العین تھا۔

لیکن عرصہ دراز سے آپ کینسر جیسے موذی مرض کا شکار تھے' لیکن پھر بھی آپ نے اس مرض کو اپنے اوپر مسلط نہ ہونے دیا اور باوجود بیماری کے اپنی سرکاری ذمہ داریاں آخر دم تک نبھاتے رہے۔ لیکن کینسر کا مرض دن بدن بڑھتا ہی چلا گیا اور آخر کار آپ نے اپنی جان جاں آفریں اور اُس بڑے اور عظیم شہنشاہ خداوند کے سپرد کر دی جس کی عظمت وطاقت ہمیشہ قائم ودائم رہے گی۔ اور جس کا اقتدار واختیار بھی ابدالاباد تک رہنے والا ہے۔

ادارہ آل سعود اور خصوصی طور پر خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز' ان کے پسماندگان اور برادر اسلامی مملکت کے عوام سے اس موقع پر دلی تعزیت کرتا ہے۔

فرحمته الله ورضی عنه وارضاه وتغمّده بغفرانه

کرنل معمر قذافی کا زوال

عالم اسلام کے معروف عرب حکمران اور کئی حوالوں سے جانے پہچانے اور کچھ متنازعہ شخصیت کرنل معمر قذافی بھی گزشتہ دنوں حالیہ عرب انقلاب کے لہروں کی نذر اور امریکہ و نیٹو کی دیرینہ ریشہ دوانیوں و مسلح جدوجہد کا نشانہ صدام حسین کی طرح بن گئے۔ قذافی صاحب کی موت پر ملا جلا لوگوں کا ردعمل سامنے آیا۔ تغیر پسند انسانی فطرت اور آزادی افکار کے متلاشی لیبین عوام طویل حکمرانی کے خاتمے پر جہاں خوش نظر آئے وہیں پاکستانی عوام اور خصوصاً افریقہ کے غریب و ترقی پذیر مسلم ممالک میں قذافی کی موت پر دکھ و افسوس کی فضاء چھائی رہی کیونکہ اس غیر متوازن مزاج رہنما میں جہاں خامیاں تھیں وہیں اس کے سینہ میں عالم اسلام کے مسلمانوں کے لئے کچھ کرنے کا جذبہ ہمیشہ موجزن رہا۔ عالم اسلام کی شیرازہ بندی و یکجہتی اور عربوں کا اتحاد اسکے ابتدائی ادوار میں اس کا مقصدِ حیات رہا' اسی لئے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کیلئے سب سے زیادہ فنڈز کرنل قذافی ہی نے دیئے۔ اسی طرح دیگر کئی مواقع پر بھی کروڑوں کی امداد حکومت پاکستان کیلئے آپ نے جاری کی اور بھٹو کے دورِ حکومت میں پاکستان سے لاکھوں افراد کو روزگار کیلئے لیبیا میں مواقع فراہم کیئے۔ اسی طرح درجنوں افریقی ممالک میں آپ نے گزشتہ دو دہائیوں سے ترقی و تعمیر کا ایک جال بچھا دیا تھا۔ بھوک و افلاس سے نڈھال دور افتادہ افریقی مسلمان بھائیوں کیلئے آپ کسی مسیحا سے کم نہیں تھے کیونکہ لیبیا جو پیٹرول اور دیگر قدرتی وسائل سے لبریز اور مالا مال ملک ہے اس کے ابر سخاوت سے اُن جیسے خشک سالی کے شکار ممالک پر بھی یہ برسوں برستا رہا۔ اسی طرح اس نے امریکہ نیٹو کے خلاف طویل جدوجہد کے بعد عالمی فورم پر ''افریقی یونین'' نام کی ایک فعال تنظیم بھی قائم کی' جو افریقہ کی معدنیات کے حصول کیلئے امریکہ و مغرب کے راستے میں ایک مزاحمتی قوت بن کر ابھری۔ الغرض کرنل قذافی کی داخلی طور پر اسکی بعض پالیسیاں ناپسندیدہ و ناگوار تھیں لیکن خارجی سطح پر اس کی پالیسیاں ہمیشہ امریکہ کے خلاف جرات و شجاعت سے بھرپور ہوتیں۔ دوران اقتدار برسوں اس نے عالم اسلام کے سینکڑوں ہزاروں علماء' دانشوروں' صحافیوں کو امریکی پالیسیوں کے خلاف یکجا کر کے بڑے بڑے اجتماعات افریقہ کے مختلف ممالک میں منعقد کرائے۔ اور ڈنکے کی چوٹ پر کھل کر امریکہ اور اس کے حواریوں پر تنقید کی۔ گزشتہ برس اقوام متحدہ کے جنرل اسمبلی کے اجلاس میں کرنل قذافی کی تقریر نے مغرب و امریکہ کے ایوانوں کو ہلا دیا تھا۔ سوئٹزرلینڈ' ناروے' سویڈن اور دیگر متعصب عیسائی ممالک کی اسلام اور حضور اقدس ﷺ کے خلاف جاری مہم کے خلاف بھی اس نے ان کی شرارتوں اور خباثتوں پر سب سے زیادہ تنقید کی۔ اور عالم اسلام کے کسی بھی دوسرے رہنما سے زیادہ اس موقع پر احساس ذمہ داری اور جرات اظہار کا مظاہرہ کیا۔ افسوس صد افسوس کہ اس جیسے جہاندیدہ رہنما نے اپنے عوام کے بدلتے تیوروں کو نہ بھانپا اور اپنے ہی عوام کے خلاف مزاحمت شروع کر دی۔ امریکہ اور نیٹو شروع دن ہی سے کرنل قذافی کو سزا دینے کے لئے طاق میں بیٹھے ہوئے تھے' انہوں نے پیٹرول سے لبریز ملک پر عراق کی طرح قبضہ جمانے

کے لئے فوری طور پر مسلح جارحیت کا منصوبہ بنایا۔ (سرت میں کرنل قذافی کے قافلے کو بھی نیٹو کے جہازوں ہی نے بمباری کر کے روکنے پر مجبور کیا اور وہیں سے یہ گرفتار ہوا) اور چھ سات مہینوں کی مسلسل بمباری کے ذریعے پورے لیبیا کی سرکاری مشینری‘ عمارات اور تعمیر وترقی کے بڑے بڑے منصوبوں کو قصداً ملیامیٹ کر دیا تاکہ دوبارہ اس کی تعمیر کیلئے ٹھیکے مغربی کمپنیوں کو دیئے جائیں۔ کاش کہ قذافی خود ہی عوام کے حق میں دستبردار ہو جاتا اور باعزت کوچہ اقتدار سے رخصت ہو جاتا لیکن بدقسمتی سے عالم اسلام کے حکمرانوں کا یہ وطیرہ ہی نہیں رہا۔ حالانکہ قذافی کے پڑوسی تیونسی صدر زین العابدین کو بھاگنے کا راستہ خود قذافی ہی نے طرابلس سے دیا اسی طرح حسنی مبارک کا انجام بھی قذافی نے دیکھ لیا تھا لیکن پھر بھی اسکی شعور وادراک کی آنکھ نہ کھلی۔ جس طرح آج شام کے ظالم بشارالاسد‘ یمن کے سفاک عبداللہ صالح اور پاکستان کے چور وڈاکو زرداری وگیلانی وغیرہ وغیرہ کی آنکھ کل کے آنے والے طوفانوں کو نہیں دیکھ پا رہی۔ بہرحال زیادہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ قذافی کی موت کا جشن امریکہ اور عیسائی ممالک میں کیوں بڑے دھوم دھام سے منایا گیا؟ اور خود امریکی صدر باراک اوبامہ برطانیہ وفرانس کے اعلیٰ حکمرانوں نے بھی اسے مغرب کے لئے بڑی فتح قرار دیا ہے۔ امریکہ اور مغرب کی اس خوشی کی توجیہہ اُن لوگوں سے ضرور معلوم کرنی چاہیے جو قذافی کی موت کو عالم اسلام کی کامیابی کے لئے بڑی خبر قرار دے رہے ہیں۔ قذافی صاحب میں اگر جذباتیت اور انا کی پرستش اور بے جا ضد کا عنصر نہ ہوتا اور مزاج میں مستقل مزاجی کا عنصر غالب ہوتا تو یقیناً عالم اسلام کے نیم جاں وغلام صفت حکمرانوں کے ڈھیر سے الگ شاہ فیصل شہید کے زندہ جاوید کردار کے بعد آپ کا شمار ہوتا۔ افسوس کہ دنیا بھر کے مظلوم عوام کی مدد اور مطالبات پورے کرنے والا اپنے عوام کے مطالبات پورے کرسکا اور نہ کبھی سمجھ سکا۔ ایک ایسا سپاہی جو امریکہ اور نیٹو کے خلاف ہر محاذ پر ڈٹا رہا لیکن درونِ خانہ کی خلش کا مداوا نہ کرسکا اور نہ یہ محاذ جیت سکا۔ بہرحال قذافی کی موت کی خبر عالم اسلام کیلئے کوئی فتح ونوید کی علامت نہیں۔ لیبین عوام بھی پہلے سے زیادہ خطرات کی زَد میں آگئے ہیں۔ نیٹو اور امریکہ عراق کی طرح لیبیا کی بھی تقسیم کے فارمولے پر کام کر رہے ہیں اور انہوں نے نئی عبوری کونسل کے اس اعلان پر شدید تحفظات کا اظہار کیا ہے کہ لیبیا کا نیا منشور اور ماخذ شریعت اسلامی ہوگا۔ اور ابھی سے مغرب میں اسے شدت پسندوں اور القاعدہ سے جڑے ہوئے لوگوں کی حکومت قرار دیا جا رہا ہے۔ خدا نہ کرے کہ ان بیچاروں کیساتھ بھی مصریوں کی طرح کہیں کوئی ہاتھ نہ ہو جائے کہ جس طرح اسلامی انقلاب مصر میں دستک دے کر اور مصریوں کے ہاتھ میں اس کا محمل آنے کے باوجود اسے فوج کے ذریعے دوبارہ امریکہ نے اُچک لیا ہے۔ اور اب دوبارہ سات مہینے بعد مصری بیچارے از سرِ نو آگ وخون کی جدوجہد کا ساماں کرنے کیلئے تحریر چوک میں دار ورسن کو گلے لگا کر حقیقی آزادی کا حق مانگ رہے ہیں۔ خدا کرے کہ قذافی کے بعد لیبیا عالم اسلام کا ایک کامیاب اسلامی ملک بن کر ابھرے اور امریکی اور نیٹو کے عزائم کی تکمیل کا باعث نہ ہو بلکہ انکے عزائم میں کرنل قذافی سے بھی زیادہ بڑھ کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائے۔

ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا